مجلس شوریٰ ہال
۲۵ جولائی ۸۴ء بارہ بجکر ۱۰ منٹ

سمیعُ الحق

مسودۂ قصاص و دیّت

وفاقی کونسل میں کی گئی تقریر!

مسودۂ قصاص و دیت پر ۲۵ جولائی ۸۴ء وفاقی کونسل میں مولانا سمیع الحق کی دس منٹ کے محدود وقت میں کی گئی تقریر وفاقی کونسل سیکرٹیریٹ کی ضبط کردہ شکل میں! (ادارہ)

مولانا سمیع الحق نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب چیئرمین ۔ یہ موضوع مختلف پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے ۔ اس لئے دس منٹ میں تو اس کو سمیٹنا بڑا مشکل ہے میں صرف دو چار اصولی باتیں عرض کروں گا اس لئے کہ جو اختلافی نوٹ ہمارے سامنے آئے ہیں ان میں زیادہ تر ان باتوں پر زور دیا گیا ہے ۔ سب سے پہلی چیز جو ساری نظریاتی انتشار کی اساس بن جاتی ہے اور جس کی طرف ابھی میرے دوست قاری سعید الرحمٰن صاحب نے بھی اشارہ فرمایا کہ حدیث کی جو عظمت اور حیثیت ہے اور جو تشریعی مقام ہے ۔ اسلام میں حدیث کا اس پر ان دوستوں کی نظر نہیں پڑتی ۔ قرآن کریم نے واضح طور پر بار بار حدیث کی تشریعی حیثیت کو اجاگر کیا ہے ۔ اور اس کو حجت تسلیم کرنا اسلام کی بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما (تیرے رب کی قسم (حضورِ اقدس کو خطاب ہے) کہ یہ لوگ مومن نہیں بن سکتے جب تک تجھے ثالث، فیصلہ کرنے والا اور حَکم نہ تسلیم کر لیں ۔ پھر ان کے دل میں بھی آپ کے فیصلوں پر کچھ بوجھ محسوس نہ ہو آپ کے فیصلوں پر اور سر تسلیم خم کر لیں ۔

جناب چیئرمین ۔ مولانا صاحب ۔ یہ آیت کریمہ کل سے آج تک چار بار اس ایوان میں پڑھی جا چکی ہے ۔

مولانا سمیع الحق چلتے میں دوسری آیت پڑھ لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم (الآیۃ)

کسی مومن اور مومنہ کو خواہ وہ مرد ہو یا خاتون ہو کوئی حق نہیں کہ جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فیصلہ کیا تو ان کو اس کے ماننے یا نہ ماننے کا اختیار رہے (بلکہ وہ لازماً تسلیم کرے گا)

حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں ایک خاتون آئی اور ایک مسئلے کے بارے میں دریافت کیا۔ جیسے آج کل بھی نقش ونگار جسم میں گوندھتے ہیں۔ تو گوندھنے کا حکم دریافت کیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ اس خاتون نے اس وقت یہی کہا۔ کہ میں نے تو سارے قرآن کا مطالعہ کیا ہے الحمد سے والناس تک۔ اس مسئلے کا ذکر مجھے قرآن میں تو نہیں ملا۔ اس کے ذہن میں بھی یہی تھا کہ قرآن کریم میں جو بات ہے صرف وہی حجت ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا " کہ اگر تو نے قرآن کریم کو غور سے پڑھا ہوتا تو تُو ضرور اس حکم کو قرآن میں پالیتی۔ خاتون نے پھر کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں ہو سکا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا لو قرأتیہ لوجدتیہ اور فرمایا تو نے غور کیا ہوتا تو پڑھ لیتی پھر خود وضاحت کی۔

قرآن میں آیت ہے:- ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (الآیۃ)

اللہ نے فرمایا۔ کہ "جو حکم تمہیں رسولؐ نے دیا اور جو کچھ دیتا ہے اس کو لے لو اور جس چیز سے روکتا ہے اس سے رک جاؤ" تو یہ اصول جب قرآن نے بیان کر دیا ہے تو ساری تفصیلات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں وہ گویا عین قرآن میں ہیں۔ تو ایک تو بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں نے اس سارے مسئلہ میں حدیث کے ساتھ صحیح انصاف نہیں کیا۔ ہمارے فاضل دوست چودھری الطاف وغیرہ نے اپنے اختلافی نوٹ میں صفحہ ۴۳ میں یہاں تک لکھا کہ۔ احادیث جن کا زیادہ تر بلکہ ۹۹ فیصد حصہ اخبار احاد پر مشتمل ہے وہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ ان میں نہ تو حقانیت ہے اور نہ ہی پورا الیقین شامل ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ ان سب سے جو روایت الگ الگ یا ایک ایک راوی کے ذریعہ نقل ہوئیں اور جو اکیلے کسی صحابی نے سنی اور وہ امت کو بیان کی ان سب کو اخبار آحاد کہا جاتا ہے اب اگر احادیث کے سارے ذخیرے کو یہ کہا جائے کہ ان میں حقانیت ہی نہیں نعوذ باللہ پھر ہمارے پاس رہ کیا جائے گا۔ دوسری بنیادی بات جس پر سارا زور دیا جاتا ہے کہ نصف دیت کے بارے میں جو روایت ہے وہ ضعیف ہے تو اس کے بارے میں اتنی گذارش ہے کہ حدیث کا ایک سلسلہ جو ہے اس مسئلے کا اسی کو

انہوں نے نشانہ بنایا ہے۔ حالاں کہ یہ مسئلہ ایک حدیث میں روایت نہیں ہوا کہ عورت کی دیت نصف دیت ہے بلکہ کئی مستند کتابوں جو صحاح ستہ میں شامل ہیں، ایسی کتابوں میں منقول ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو نقل کیا ہے۔ ان کی کتاب صحاح ستہ میں شامل ہوتی ہے۔ موطا امام مالک نے ان احادیث کو نقل کیا ہے جب کہ امت کا ایک بڑا طبقہ امام بخاری کی "صحیح" پر بھی اس کو ترجیح دیتا ہے۔ گو عام رائے یہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری ہے۔ مگر امت کا ایک طبقہ خاص کر مغربی ممالک، الجزائر، مراکش، تیونس اور افریقہ کے کئی علاقے وہ بخاری شریف پر بھی موطا امام مالک کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کنز العمال۔ نصب الرایۃ اور مصنف عبدالرزاق جو امام بخاری کے استاد ہیں۔ ان سب نے ان روایات کو نقل کیا ہے۔ روایت بھی ایک سے نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ سے، حضرت عثمانؓ سے، حضرت علیؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ سے اور حضرت زید بن ثابتؓ جیسے صحابہ کی یہی رائے تھی۔

اور بدائع الصنائع نے حضرت عمرؓ کا فیصلہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نصف دیت کا جو فیصلہ دیا تھا پورے صحابہ میں سے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا اور سب نے اس کو تسلیم کر لیا تو یہ تمام صحابہ کرام کا اجماع قرار پایا۔ اس کے بعد یعنی خلفائے راشدین کے بعد ائمہ اربعہ کا زمانہ آتا ہے۔ سارے کے سارے ائمہ اربعہ اس مسئلے پر متفق ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قدیم و جدید کسی عالم کا ایک قول اس کے خلاف نہیں سنا۔ امام شافعی امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کے حامل ہیں۔ تو گویا ان سب کی اس کے بارے میں یہی رائے تھی۔ اور فقہ جعفری فقہ زیدی اور شیعہ مکتب فکر کے جتنے بھی فقہا ہیں۔ یہ ہمارے دوست علامہ سید محمد رضی مجتہد یہاں موجود ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ سب فقہاء شیعہ اس پر متفق ہیں کہ عورت کی دیت نصف دیت ہے۔ تو ہمارے ان دوستوں کو اس سارے ذخیرے میں سے ایک دو قول ملے ہیں۔

جناب والا! یہ ضروری مسئلہ ہے اس لئے اس کی تشریح کرنے کے لئے آپ مجھے ایک دو منٹ اور دیں یہ ساری بنیاد قرار دیا گیا اس سارے ہنگامے کی تو دو حضرات کا قول ہے۔ ایک ابوبکر اصم اور دوسرے ابن عُلیّہ۔ جب کہ بد قسمتی سے ہمارے یہ دوست کسی نام اور لفظ کا تلفظ بھی صحیح ادا نہیں کر سکتے۔ کبھی اس کو ابن اولیاء لکھتے ہیں کبھی اس کو کیا کہتے ہیں۔ ابن علیہ اور اصم ان پر نہیں سوچنا ہے کہ یہ ہیں کون لوگ؟

اور سب سے پہلے ان کی یہ رائے امام ابن قدامہ نے المغنی میں نقل کی۔ ان دو حضرات کی رائے نقل کرتے وقت وہ کہتے ہیں۔ ان راویوں کے علاوہ کسی اور سے (یعنی نامعلوم راوی سے) مذکور ہے کہ ابن عُلیّہ اور ابن اصم

یہ کہتے تھے کہ عورت کی دیت مرد کے مساوی ہے۔ ان راویوں کا نام تک نہیں لیا گیا۔ پھر ان عُلیّہ اور ابن اصم کا قول ذکر کرنے کے بعد ابن قُدامہ نے صراحت کر دی ہے کہ یہ قول پوری امت کے ہاں متروک ہے۔ کسی نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ اب ہم ان دونوں کو علم حدیث کے رجال اور اسماء الرجال کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ کہ دونوں کون ہیں۔ اسماء الرجال کا علم اس امت کا عظیم الشان قابل فخر کارنامہ ہے۔ ہر ہر راوی کو محدثین نے جرح اور تعدیل کے علماء نے پرکھا ہے۔ تو اب سب سے پہلے ابوبکر اصم کو لیتے ہیں۔ جرح و تعدیل کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ انہوں نے ایک کمزور راوی کا نام لے کر کہا۔ کہ میں اس کو بھی ابن علیہ پر ترجیح دوں گا۔ امام نسائی نے کہا متروک ہے۔ یہ شخص بالکل محدثین کے ہاں مقبول نہیں ہے ابن معین نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ اسماء الرجال کی ایک مستند کتاب لسان المیزان ہے۔ اس نے تو پوری قلعی کھول دی۔ وہ لکھتا ہے کہ ابوبکر....

جناب چیئرمین۔ مولانا قبلہ کل بھی یہ بات ہوئی جو آپ بتا رہے ہیں اور آج صبح آپ سے پہلے بھی ایک صاحب نے انہی کتابوں کے حوالے سے یہ چیزیں بتائیں بار بار کیوں وہی باتیں دہرا رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق۔ میں نے اس مسئلہ پر یہ اختلافی نوٹ دیا تھا کہ دفعہ ۲۸ کے بارے میں جب قرآن کریم اور احادیث اور فقہا کی واضح ہدایات ہیں تو اسے . . .

جناب چیئرمین۔ اس طرح سے دوسروں کا حق مارا جائے گا اور کوئی بات نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ (نصف دیت) اتنا واضح، قطعی ہے اور مسلمہ ہے اگر اس کو اسی ایوان میں طے شدہ قرار دیا جاتا اور جو اللہ اور رسولؐ نے فیصلہ کیا تھا اس پر ہم سب حضرات و خواتین سر تسلیم خم کر لیتے اور اس کو کسی سپریم کورٹ، کسی ادارے کے پاس مزید تفصیل کے لئے نہ بھیجتے تو اچھا ہوتا۔ کیوں کہ اس وقت ہزاروں ایسے کیس ہیں جو اس آرڈیننس کے نفاذ کے منتظر ہیں۔ سینکڑوں لوگ جو کال کوٹھڑیوں میں ایک ایک لمحہ گن رہے ہوں گے کہ کب یہ نافذ ہوگا۔ اور کب مصلحت کی راہ کھلے گی۔ اور ہمیں انصاف مہیا ہوگا۔ اگر اس کو ہم اس طرح ملتوی کر دیں تو اس آرڈیننس کے نفاذ میں مزید تاخیر ہو جائے گی۔ پھر اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے بیان کردہ مسائل میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔ اس میں نہ عورتوں سے زیادتی کی گئی ہے نہ مردوں سے۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا اور غیر مسلم سب کا خالق ہے۔ اور آزاد اور عبد تک کا قصاص میں مساوات رکھا گیا ہے اسلام میں۔

صرف دیت کے ایک مسئلہ میں جو صرف قتل خطا کی صورت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تفصیل ہے۔ واضح حدود اور ہدایات ہمارے سامنے ہیں۔ تو میری رائے یہ ہے کہ ہمارے معزز ارکان اس مسئلے کو بھی جس طرح اس کی تشریح قرآن میں ہے اس طرح رکھ دیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں اس کی تفصیل تھی کہ مقدار نصف دیت ہوگی اور اسی کو رکھا جائے۔

جناب چیئرمین۔ مولانا صاحب بہت بہت شکریہ!